لو اِن ریلیشن شپ اور اسلام

اللہ کے رسولؐ نے ارشاد فرمایا: 'آنکھوں کا زنا بدنظری ہے اور کانوں کا زنا غلط بات کو سننا ہے اور زبان کا زنا غلط بات بولنا ہے، اور ہاتھ کا زنا غلط چیز کو پکڑنا ہے اور پیر کا زنا برے ارادے سے چلنا ہے، اور دل خواہش اور تمنا کرتا ہے اور پھر شرمگاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے'۔ (بخاری)

مطیع الرحمٰن عوف ندوی

حالیہ دنوں الٰہ آباد ہائی کورٹ کی لکھنؤ بنچ کا ایک فیصلہ سرخیوں میں ہے۔ جسٹس اے آر مسعودی اور جسٹس اجے کمار سریواستوا کی بنچ نے یہ حکم دیا کہ اسلام میں یقین رکھنے والے شخص کو اس کی بیوی کی موجودگی میں لو اِن ریلیشن شپ کا کوئی حق نہیں ہے۔ لو اِن ریلیشن شپ مغربی تہذیب کا ایک حصہ ہے جس نے رفتہ رفتہ پوری دنیا کو متاثر کیا ہے اور بہت سے ملکوں میں اس کو قانونی جواز فراہم ہے۔ ہندوستان میں انگریزی حکومت نے 1861 میں تعزیراتی قانون بنایا تھا تو ہم جنس پرستی کو قانوناً جرم قرار دیا تھا اور اس کی سزا مقرر کی تھی لیکن موجودہ وقت میں ملک کی عدالت عظمیٰ نے پہلے لو اِن ریلیشن شپ کو قانون میں جگہ دی اور اب ہم جنس پرستی کو۔

مغرب اظہار رائے اور اس سے رونما ہونے والے عمل پر کوئی پابندی عائد نہیں کرتا اور اسے انسانی حقوق کا ایک حصہ تسلیم کرتا ہے۔ بے حیائی، عریانیت، ہم باشی، ہم جنسی اور زنا کو وہ فرد کے ذاتی مسائل اور حقوق سے تعبیر کرتا ہے۔ حد تو یہ ہے کہ اس اظہار رائے کو عملی جامہ پہنانے کے لیے نہ تو انہیں حدود وقیود کا پابند بنایا گیا، نہ ہی سماج اور تہذیب وثقافت کا پاس ولحاظ کیا گیا، کوئی بھی مرد وزن یا ہم جنس برسر عام غیر اخلاقی عمل انجام دے سکتا ہے چاہے وہ کوئی شاہراہ عام ہو، پارک یا تفریح کی جگہ ہو، سیاحتی مقام ہو یا ساحل سمندر لیکن اسلام اخلاق واقدار کی پاسداری کرتا ہے اور وہ مرد وزن کے اختلاط کا سرے سے قائل نہیں ہے، نہ اسکول اور کالج میں، نہ کھیل کے میدان میں، نہ سفر وحضر میں، اس لیے کہ اسی اختلاط سے برائیاں جنم لیتی ہیں، معاشرہ پراگندہ ہوتا ہے، زنا کی عمومیت ہوتی ہے، اسلام ایک پاکیزہ معاشرے کا تصور پیش کرتا ہے۔ اس نے زنا کو حرام قرار دیا ہے، پردے کو لازم ٹھہرایا ہے، مرد وزن کے اختلاط کو جرم تسلیم کیا ہے، اس نے زنا کی سخت سے سخت سزا تجویز کی ہے، اس سزا کے تصور سے انسان اس برائی کے ارتکاب کا خیال نہیں کرسکتا، اس کے برعکس یوروپ میں ان تمام برائیوں کو قانونی تحفظات حاصل ہیں۔ اس کو تہذیب کا ایک روشن باب، ثقافت کا ایک معیاری پہلو تسلیم کیا جاتا ہے اور اس تہذیب کو نہ اختیار کرنے والوں کو پسماندہ، بدتہذیب اور جاہل تصور کیا جاتا ہے۔

اسلام کا تصور حیات یوروپ سے بہت مختلف ہے۔ اسلام نے ریاست مدینہ میں ایک ایسے معاشرے کی تشکیل کی جو تمام دنیا کے لیے رہنما ہے، زنا کے سلسلے میں اسلامی نقطۂ نظر قرآن کریم سے ملاحظہ کیجئے۔ سورہ نور کی آیت نمبر 2 میں ہے، 'زانیہ عورت اور زانی مرد دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو اور ان پر ترس کھانے کا جذبہ اللہ کے دین کے معاملے میں تم کو دامن گیر نہ ہو اگر تم اللہ تعالیٰ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو اور ان کو سزا دیتے وقت اہل ایمان کا ایک گروہ موجود رہے'۔ ایک دوسری آیت میں سورہ ہجر میں ارشاد ربانی ہے، 'اور وہ تمہاری عورتیں جنہوں نے فحاشی کا ارتکاب کرلیا تو ان پر چار گواہ گزارو، اگر چار گواہ شہادت دے دیں تو انہیں گھروں میں روک رکھو یہاں تک کہ انہیں موت آئے یا ان کے لیے اللہ کوئی راستہ نکال دے'۔ پہلے زنا کے مرتکب مرد وزن کے لیے یہ حکم تھا کہ اسے گھر میں بند کردیا جائے اور ملامت کرکے اذیت دی جائے، پھر کوڑوں کی سزا کا حکم آیا۔ کوڑوں کی سزا غیر شادی شدہ مرد وزن کے لیے ہے لیکن شادی شدہ (محصن) ہو تو اس کی حد 'حد رجم' ہے، یہ سنت سے ثابت ہے، یعنی زنا کرنے والے کو سنگ سار کیا جائے۔ اس سلسلے میں مزید تفصیلات ہیں اور زانی و زانیہ کے سلسلے میں مختلف شرطیں ہیں جن کی تفصیل کی ضرورت نہیں، فقہ کی کتابوں میں دیکھا جاسکتا ہے۔ اس سزا میں مزید یہ ہے کہ کوڑے لگانے کے بعد اس کو اسلامی سماج میں قبول نہیں کیا جاسکے گا، نہ پاکدامن سے اس کا نکاح ہوسکتا ہے جب تک وہ سچی توبہ نہ کرلے۔

اسلام کی یہ سزا سخت اور کڑی ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اسلام فطری تقاضوں کے خلاف کوئی جنگ لڑنا چاہتا ہے، یہ تقاضے مسلم ہیں اور ان سے انکار ممکن نہیں، کائنات کا حسن اور انسانیت کی فلاح انہیں فطری رجحانات سے قائم ہے لیکن دین اسلام حیوانیت کے خلاف ہے۔ وہ فطری تقاضوں کی تکمیل کے لیے کچھ حدود وقیود طے کرتا ہے۔ وہ اس رشتے کو نکاح کے ذریعے پاکیزہ اور فطری بناتا ہے جس میں ایک معاہدہ ہوتا ہے اور زن وشوہر پر ایک دوسرے کے حقوق عائد ہوتے ہیں۔ ان سے جنم لینے والی اولاد کی نسبت والدین کی طرف ہوتی ہے۔ وہ ان کے وارث ہوتے ہیں اور والدین پر ان کے سلسلے میں بہت سے حقوق اور ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ دو خاندان اس رشتے کی وجہ سے مربوط ہوتے ہیں اور پھر اس سے کئی خاندان وجود میں آتے ہیں اور ایک صالح معاشرے کی تشکیل ہوتی ہے۔ اس کے برعکس لو اِن ریلیشن شپ میں دونوں کا مقصد محض انسانی خواہشات کی تکمیل ہوتی ہے۔ نہ کوئی معاہدہ ہوتا ہے، نہ عقد، نہ حقوق عائد ہوتے ہیں نہ ذمہ داریاں، نہ خاندان وجود میں آتا ہے، نہ اولاد، اگر اولاد کا وجود ہوتا ہے تو اس کے والد کا پتہ نہیں ہوتا اور وہ عضو فاسد کی طرح معاشرے کے جسم کا ایک حصہ ہوتا ہے جس کی نہ تربیت ہو پاتی ہے، نہ پرورش۔ وہ نفسیاتی الجھنوں کے ساتھ جیتا ہے۔

اسلام نے زنا کے لیے محض سزا کی تعیین کو کافی نہیں سمجھا بلکہ سزا کو اتنا مشکل بنادیا کہ آسانی کے ساتھ کوئی سزا کے مرحلے تک نہیں پہنچ سکتا۔ بھلا اس مذموم عمل کے لیے چار مرد گواہ کا پایا جانا کتنا مشکل ہے۔ اس طرح تہمت اور الزام تراشی کا راستہ بھی بند ہوگیا جسے سخت قوانین میں بے جا طور پر استعمال کیا جاسکے اور خود تہمت کی سزا مقرر کی گئی۔ اسلام نے زنا، عریانیت وفحاشی اور اس جیسی برائیوں کے خاتمے کے لیے ایک تربیتی نہج کو ترجیح دی جہاں انسانی رشتوں کی پاکیزگی کو نمایاں کیا گیا، عفت وعصمت اور پاکدامنی کو رواج دیا گیا، شرم وحیا اور پاکبازی کو معاشرے کا حسن قرار دیا گیا، اخلاقی قدروں کو فروغ دیا گیا جہاں زنا تو زنا نگاہ کے غلط استعمال کو بھی غیر اخلاقی عمل قرار دیا گیا، اختلاط مرد وزن کو ناجائز قرار دیا گیا اور ایسے تمام راستوں کو بند کیا گیا جہاں سے انسانی قدروں کی پامالی کا اندیشہ ہو، تربیت کا ایسا اچھوتا اور نرالا نہج تشکیل دیا گیا کہ زنا تو دور بدنگاہی کا بھی معاشرے میں وجود ممکن نہ ہو، خوف خدا اور تقویٰ کے لیے ایسی تربیت کی گئی کہ اگر انسان کے دل میں کوئی برا خیال بھی گزرے تو خوف خدا اور تقویٰ اس کی راہ میں حائل ہوجائیں، چنانچہ اسلامی تاریخ ایسے عظیم افراد سے روشن ہے کہ اس برے عمل کے ارتکاب کے بعد خوف خدا اور خوف آخرت نے ان کو اقبال جرم پر مجبور کیا اور انہوں نے اپنی توبہ اور پاکی کے لیے خود کو رجم کے لیے پیش کیا۔

اسلام نے زنا کی سزا میں شدت تو اختیار کی لیکن اس برے عمل کو اخلاقی تربیت کے ذریعے معاشرے سے ختم کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ جنسی تعلقات میں زنا حیوانیت کی سطح تک گرنے کے مترادف ہے۔ اس سے ان تمام اعلیٰ قدروں کی نفی ہوجاتی ہے جو اسلام کے پیش نظر ہیں اور وہ تمام معاشرتی مقاصد فوت ہوجاتے ہیں جن کو اسلام بروئے کار لانا چاہتا ہے۔ زنا سے انسان حیوانیت کے مقام تک گر جاتا ہے، آزاد شہوت رانی کے نظام میں انسانیت اس قدر مسخ ہوجاتی ہے کہ لوگ ایک لمحاتی بھوک پر سب کچھ قربان کر دیتے ہیں۔ اس حیوانی اور جنسی ملاپ کے نتیجے میں 'زندگی کی تعمیر' کا جذبہ نہیں ہوتا، اس میں دونوں کی حیثیت ایک دوسرے کے لیے 'یوز اینڈ تھرو' کی ہوتی ہے۔ بہت کم وقت میں دکھاوے کی محبت اپنے انجام کو پہنچ جاتی ہے اور رشتوں کے دھاگے ٹوٹ کر بکھر جاتے ہیں لیکن اسلام زندگی کا ایک مکمل نظام پیش کرتا ہے اور جب قائم ہوتا ہے تو اس میں معاشرہ ایسے خطوط پر منظّم ہوچکا ہوتا ہے کہ پاکیزہ زندگی گزارنے کے مواقع عام ہوتے ہیں اور گندی اور غلیظ زندگی گزارنے کے مواقع ناپید ہوتے ہیں تب اسلام ان لوگوں پر یہ سزا نافذ کرتا ہے جو پاکیزہ راستوں کو چھوڑ کر غلط راستے اختیار کرتے ہیں تاکہ یہ مفاسد معاشرے کو متاثر نہ کرسکیں اور دنیا عفت و پاکدامنی اور عصمت و پاکبازی کے ساتھ مائل بہ رفتار رہے۔

آج مہذب اور ترقی یافتہ ملکوں میں جس قدر بے حیائی اباحیت پسندی، عریانیت وفحاشی عام ہے وہ ہماری نگاہوں کے سامنے ہے۔ خواتین کے حقوق کی بات کرنے والی تہذیب ان کی عصمت کو تار تار کرتی نظر آتی ہے۔ اس نے ان کو شمع محفل اور کلب اور ریستوراں کا کھلونا بنادیا ہے۔ ہم جنس پرستی اور مرد وزن کے اختلاط نے شرم وحیا کو بے معنی کردیا ہے۔ زنا، حقوق کی پامالی اور برائیاں عام ہیں جبکہ اسلام نے ایسی تمام برائیوں کے خاتمے کے لیے دستور حیات مرتب کیا ہے، انسانی تربیت کا بیڑا اٹھایا ہے اور ایک پاکیزہ معاشرے کی تشکیل کی ہے۔ انسانی تربیت خشت اول کے طور پر ایک فرمان نبویؐ ملاحظہ ہو۔ اللہ کے رسولؐ نے ارشاد فرمایا: 'آنکھوں کا زنا بدنظری ہے اور کانوں کا زنا غلط بات کو سننا ہے اور زبان کا زنا غلط بات بولنا ہے، اور ہاتھ کا زنا غلط چیز کو پکڑنا ہے اور پیر کا زنا برے ارادے سے چلنا ہے، اور دل خواہش اور تمنا کرتا ہے اور پھر شرمگاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے'۔ (بخاری)

اگر اسلام کے دستور حیات کو انسانی زندگی میں رائج کیا جائے تو ذرا تصور کیجئے کہ دنیا کا منظر کیا ہوگا اور اس کی کیسی حسین و دلکش تصویر ہوگی جہاں ہر جانب امن وسلامتی، ایک دوسرے کے حقوق کی پاسداری، پاک دامنی، پاک بازی کا دور دورہ ہوگا۔ ہر طبقہ عزت اور سربلندی محسوس کرے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس دنیا کے پالنے والے نے ہر انسان کو باعزت، مکرم اور اشرف پیدا کیا ہے، اس لیے انسان کو اپنی فطرت اور اصل کو فراموش نہیں کرنا چاہیے۔ ■

مخلوط تعلیم کے تحت مسلم لڑکے کا غیر مسلم لڑکی اور غیر مسلم لڑکے کا مسلم لڑکی کے ساتھ فرینڈ شپ یا بوائے فرینڈ اور گرل فرینڈ کا رواج عام ہوتا جا رہا ہے۔ والدین کی لاپروائی سے مسلم لڑکیاں گھروں سے بھاگ کر غیر مسلموں کے ساتھ شادیاں کرکے اپنی دنیا اور آخرت دونوں تباہ کر رہی ہیں۔ اپنا مذہب تبدیل کرکے مرتد ہونے والی لڑکیاں کہیں کی نہیں رہتیں۔

مغربی کلچر کی دین
لو اِن ریلیشن شپ

ایم اے کنولؔ جعفری

الٰہ آباد ہائی کورٹ کی لکھنؤ بنچ نے ایک مقدمے کی سماعت کے دوران دوٹوک الفاظ میں کہا ہے کہ اسلام میں یقین رکھنے والے مسلم شادی شدہ مرد کو بیوی کے موجود رہتے ہوئے کسی دوسری خاتون کے ساتھ لو اِن ریلیشن شپ میں رہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اسلامی عقیدہ اس بات کی قطعی اجازت نہیں دیتا کہ کوئی مسلمان نکاح برقرار رہتے ہوئے کسی دوسری عورت کے ساتھ تعلقات قائم رکھے۔ مسلم شخص اور غیر مسلم لڑکی کے اسی طرح ساتھ رہنے کے معاملے میں لڑکی کے بھائی نے شاداب خان پر اپنی بہن کو اغوا کرنے کا الزام لگاتے ہوئے بہرائچ کے وشورگنج پولیس اسٹیشن میں ایف آئی آر درج کرائی تھی۔ اس پر مسلم شخص اور غیر مسلم لڑکی نے اپنے خلاف درج ایف آئی آر کو چیلنج کرتے ہوئے نہ صرف اسے منسوخ کرنے کا تقاضا کیا بلکہ لو اِن ریلیشن کے تحت پولیس سیکورٹی مہیا کرانے کا مطالبہ بھی کیا۔ دوران سماعت یہ دلیل دی گئی کہ دونوں بالغ ہیں اور اپنی مرضی سے ریلیشن شپ میں رہ رہے ہیں۔ انہوں نے اپنی پرامن زندگی میں کسی طرح کی مداخلت نہیں کرنے کا حکم دینے کا مطالبہ بھی کیا۔ دوران سماعت یہ بات بھی سامنے آئی کہ شاداب خان شادی شدہ ہے۔ اس کا فریدہ خاتون کے ساتھ نکاح ہوا تھا اور ان کے ایک بیٹی بھی ہے۔ فی الحال فریدہ ممبئی میں اپنے والدین کے ساتھ رہ رہی ہے۔

دو بالغ مرد یا عورتوں کے باہمی رضامندی سے ایک ساتھ رہنے، جنسی تعلقات قائم کرنے اور قانونی رشتے کے بغیر مل جل کر گھر چلانے کو لو اِن ریلیشن شپ کہا جاتا ہے۔ دنیا کے کئی ممالک میں ایک فرد کے جنسی رجحان کو اس کا انفرادی اور فطری معاملہ تسلیم کرنے کی بنا پر اسے جرم نہیں مانا جاتا۔ یہ تعلق تھوڑے یا لمبے عرصے تک یا تاحیات جاری رہ سکتا ہے۔ ہندوستان کی عدالت عظمیٰ نے لو اِن ریلیشن شپ کو کسی بھی قسم کا جرم تسلیم نہیں کیا ہے۔ عدالت کے مطابق، کسی شخص کے جنسی رجحان کے اس کے انفرادی اور فطری معاملہ ہونے کی بنا پر دو بالغ مرد یا دو بالغ خواتین کا باہمی رضامندی سے جنسی تعلقات قائم کرنا جرم نہیں ہے لیکن چھتیس گڑھ ہائی کورٹ کے جسٹس گوتم بہادری اور سنجے ایس اگروال کی بنچ نے دنتے واڑہ سے متعلق ایک معاملے میں لو اِن ریلیشن شپ سے پیدا ہونے والے بچے کی تحویل کی بابت سخت ریمارکس دیے تھے۔ انہوں نے لو اِن ریلیشن شپ کو بدبختی قرار دیتے ہوئے اسے ہندوستانی ثقافت پر بدنما داغ اور توہین بتایا تھا۔ عدالت نے کہا تھا کہ مغربی ممالک سے لائی گئی یہ سوچ ہندوستانی رسم ورواج اور عام توقعات کے خلاف ہے۔ 8 مئی، 2024 کو جسٹس اے آر مسعودی اور جسٹس اجے کمار شریواستو پر مشتمل دو رکنی بنچ نے مسلم شخص اور ہندو لڑکی کی جانب سے دائر درخواست کی سماعت کرتے ہوئے اہم تبصرہ کیا۔ عدالت نے کہا کہ موجودہ پٹیشن کے ذریعے وہ لو اِن ریلیشن شپ کو قانونی حیثیت دینا چاہتے ہیں جبکہ درخواست گزار شاداب خان کا جس مذہب سے تعلق ہے، اس میں نکاحی بیوی کے رہتے ہوئے دوسری عورت کے ساتھ لو اِن ریلیشن شپ کی اجازت نہیں ہے۔ رسم ورواج بھی قانون کے مساوی ذرائع ہیں اور آئین کا آرٹیکل 21 ایسے رشتے کے حق کو تسلیم نہیں کرتا جہاں رسم ورواج مختلف عقائد کے افراد کو کسی عمل سے منع کرتے ہیں۔ آئین کا آرٹیکل 13 رسم وروایات کو بھی قانون تسلیم کرتا ہے۔ عدالت کے مطابق آئینی اخلاقیات اور معاشرتی اخلاقیات کے درمیان ہم آہنگی قائم رکھنے کی ضرورت ہے تاکہ امن قائم ہو اور سماجی تانے بانے کو برقرار رکھا جاسکے۔ عدالت نے پولیس کو غیر مسلم لڑکی کو تحفظ کے ساتھ اس کے والدین کو واپس کرنے کا حکم دیا۔

> رسم ورواج بھی قانون کے مساوی ذرائع ہیں اور آئین کا آرٹیکل 21 ایسے رشتے کے حق کو تسلیم نہیں کرتا جہاں رسم ورواج مختلف عقائد کے افراد کو کسی عمل سے منع کرتے ہیں۔ آئین کا آرٹیکل 13 رسم وروایات کو بھی قانون تسلیم کرتا ہے۔ عدالت کے مطابق آئینی اخلاقیات اور معاشرتی اخلاقیات کے درمیان ہم آہنگی قائم رکھنے کی ضرورت ہے۔

عدالت کے فیصلے سے یہ بات آئینے کی طرح صاف ہو جاتی ہے کہ اسلام میں زندگی گزارنے کے بہترین اصول موجود ہیں۔ اسلام میں مرد کو بیوی کے رہتے دوسری اور دو بیویوں کے رہتے تیسری اور تین بیویوں کے رہتے چوتھی مسلم خاتون سے نکاح کرنے کی اجازت ہے۔ دوسری جانب مسلم شخص کا ہندو لڑکی کے ساتھ لو اِن ریلیشن شپ میں رہنا تو دور وہ مسلمان لڑکی کے ساتھ بھی نکاح کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اسلام میں شادی شدہ مسلم شخص کا کسی شادی شدہ خاتون کے ساتھ اس کی مرضی سے جسمانی تعلق بنانا زنا ہے۔ ایسے زانی مرد اور عورت کی سزا سنگسار کرنے کا حکم ہے۔ اگر دونوں غیر شادی شدہ ہیں تو سزا 100 کوڑے مارنا ہے۔ اگر غیر شادی شدہ مرد کسی لڑکی یا عورت کو اغوا کرکے ڈرا دھمکا کر یا بہلا پھسلا کر جنسی تعلق قائم کرتا ہے جبکہ وہ خود سپردگی کے بجائے حتی الامکان بچنے کی کوشش کرتی ہے تو ایسے مرد کو 100 کوڑوں کی سزا ہے اور عورت سزا کی مستحق نہیں ہے۔ نابالغ لڑکے اور لڑکی جنسی فعل کے بعد سزا کے مستحق نہیں ہیں۔

مخلوط تعلیم کے تحت مسلم لڑکے کا غیر مسلم لڑکی اور غیر مسلم لڑکے کا مسلم لڑکی کے ساتھ فرینڈ شپ یا بوائے فرینڈ اور گرل فرینڈ کا رواج عام ہوتا جا رہا ہے۔ والدین کی لاپروائی سے مسلم لڑکیاں گھروں سے بھاگ کر غیر مسلموں کے ساتھ شادیاں کرکے اپنی دنیا اور آخرت دونوں تباہ کر رہی ہیں۔ اپنا مذہب تبدیل کرکے مرتد ہونے والی لڑکیاں کہیں کی نہیں رہتیں۔ کوڈ-19 کی وجہ سے لگے لاک ڈاؤن میں گھر بیٹھے آن لائن کلاسز اٹینڈ کرنے کے لیے لڑکوں اور لڑکیوں کے ہاتھوں میں اینڈرائڈ موبائل فون آ گئے۔ نوجوان نسل رات رات بھر سیل فونس سے چپکی رہی۔ دوستوں کے ساتھ فحش کلامی یا کسی مسڈ کال کی بدولت عشق ومحبت کا کھیل شروع ہونے کے زیادہ تر نتائج ارتداد پر ختم ہوئے۔ یہ سلسلہ ابھی بھی جاری ہے۔

لو اِن ریلیشن شپ مغربی ممالک اور اس کے کلچر کی دین ہے۔ ہندوستان مشرقی تہذیب اور ثقافت پر یقین رکھنے والا جمہوری ملک ہے۔ خراب اور ماڈرن سوچ رکھنے والے کچھ لوگوں کو چھوڑ کر کوئی بھی مہذب سماج اس رشتے کو قبول نہیں کر سکتا۔ اسلام میں جہاں کسی مرد کا غیر محرم خاتون کو دیکھنا تک جائز نہیں ہے، وہاں لو اِن ریلیشن شپ کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اس طرح کے تعلقات ناجائز اور حرام ہیں۔ اس گناہ میں ملوث شخص کی آخرت میں سخت گرفت ہوگی، اس لیے مسلمان نوجوانوں کو اس قسم کے رشتوں سے دور ہی نہیں بلکہ بہت دور رہنے کی ضرورت ہے۔ ■

jafrikanwal785@gmail.com

کئی بار بڑے واقعے ہوئے

لو اِن ریلیشن شپ کو عدالت عظمیٰ سے منظوری مل چکی ہے۔ اس میں پارٹنر کی موت کے بعد خاتون کو اپنے پارٹنر کی جائیداد میں حصے کا حق حاصل ہوگیا ہے۔ لو اِن ریلیشن شپ میں رہنے والے جوڑے پر بھی گھریلو تشدد کا قانون نافذ ہوتا ہے۔ اس رشتے کی وجہ سے پیدا ہونے والا بچہ 'ناجائز' نہیں ہوگا، ایسا عدالت نے کہا ہے لیکن ایک سچ یہ بھی ہے کہ لو اِن ریلیشن شپ کو زیادہ تر سماجوں نے منظوری نہیں دی ہے۔ اسے برا مانا جاتا ہے۔ شہروں میں ہی لو اِن ریلیشن شپ زیادہ سننے میں آتا ہے۔ دیہاتوں میں آج بھی شادی کی وہ اہمیت برقرار ہے جو آج تک رہی ہے، البتہ شہروں میں اس کی اہمیت بہت آہستہ سے ہی مگر کم ہوتی جا رہی ہے۔ یہ بات سمجھ سے پرے ہے کہ آخر جوڑے لو اِن ریلیشن شپ میں رہتے کیوں ہیں؟ کیونکہ عدالتوں نے اب اس میں کئی وہ حقوق شامل کر دیے ہیں جو شادی کے بعد جوڑے کو ملا کرتے تھے۔ کیا کئی لوگ ایک فیشن سمجھ کر لو اِن ریلیشن شپ میں رہتے ہیں یا خود کو نئے دور کا دکھانے کے لیے اس طرح کا رشتہ قائم کرتے ہیں؟ سوال کا جواب ایک جملے میں دینا مشکل ہے مگر وقت رہتے اس کا جواب تلاش کیا جانا چاہیے، کیونکہ ہمارا ملک ایک الگ قسم کا ملک ہے، آج بھی یہاں کے بیشتر لوگ اپنی تہذیب وثقافت سے جڑے ہوئے ہیں۔ وہ ایسی باتوں کو پسند نہیں کرتے جن سے وہ مغرب پسند کہلانے لگیں۔ اسی لیے لو اِن ریلیشن شپ زیادہ مقبول نہیں ہوسکی ہے جبکہ اس طرح کا رشتہ گزشتہ 46 برس سے موضوع بحث ہے۔ ویسے لو اِن ریلیشن شپ کو جو لوگ برا نہیں مانتے، ان کو بھی یہ بات سوچنے پر مجبور کر دیتی ہے کہ اس کی وجہ سے کئی واقعات ہو چکے ہیں۔ یہ بات الگ ہے کہ ہر واقعے پر ایک مخصوص مذہب کے ماننے والوں کو بدنام نہیں کیا گیا ہے۔ یہ سب حالات کی وجہ سے بھی ہوتا ہے۔ گزشتہ برس کئی ریاستوں میں ہوئے اسمبلی انتخابات سے ٹھیک پہلے شردھا والکر کے قتل کا معاملہ سامنے آیا تھا۔ اس کے لو اِن پارٹنر آفتاب پوناوالا پر یہ الزام عائد کیا گیا تھا کہ اس نے اس کی لاش کو ٹکڑوں میں تقسیم کر کے الگ الگ جگہوں پر پھینک دیا تھا۔ اس کے بعد لو اِن ریلیشن شپ پر بحث چھڑ گئی تھی اور اسی کے ساتھ ایک خاص مذہب کے ماننے والوں کو بھی نشانے پر لیا گیا تھا لیکن ایسا نہیں ہے کہ اس کے بعد لو اِن ریلیشن شپ کا ایشو ختم ہو چکا ہے۔ ■

> لو اِن ریلیشن شپ کو جو لوگ برا نہیں مانتے، ان کو بھی یہ بات سوچنے پر مجبور کر دیتی ہے کہ اس کی وجہ سے کئی واقعات ہو چکے ہیں۔ یہ بات الگ ہے کہ ہر واقعے پر ایک مخصوص مذہب کے ماننے والوں کو بدنام نہیں کیا گیا ہے۔

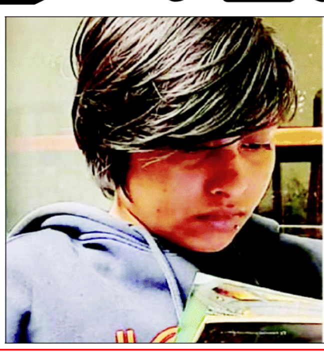

نوٹ: 'دستاویز' میں شائع مضامین اور انٹرویوز میں مضمون نگاروں اور انٹرویو دینے والوں کے ذریعہ ظاہر کی گئی آرا ان کی ذاتی ہیں اور ادارہ اس کے لیے کسی طرح سے ذمہ دار نہیں۔